6-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر14(رُبَمَا)

قرآن مجید پڑھنے والوں کی مثال

✷ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے سنترے جیسی ہے (Tangerine) کی طرح ہے جس کا مزہ بھی لذیذ اور اس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں(یعنی اور کاموں کی وجہ سے)اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن جیسی ہے جس کا مزہ کڑوا اور اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

تو یاد رکھیے:

بہترین انسان وہ ہے

- جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔
- قرآن کے ساتھ اپنی زندگی گزارے۔
- جو قرآن پڑھتا ہے اس کے اخلاق کی بھی خوشبو ہوتی ہے اور اس کے اپنے عمل بھی اچھے ہوتے ہیں۔
- اندر سے بھی اچھا انسان ہوتا ہے اور دوسروں کے ساتھ بھی اس کا معاملہ اچھا ہوتا ہے۔

لیکن جو قرآن نہیں پڑھتا

وہ نیک اعمال کرنے کی وجہ سے میٹھا تو ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی (بعض اوقات اس کے دوسروں کے ساتھ تعلقات ہیں یا اس کی خیر جو دوسروں تک جانے والی ہوتی ہے یا زیادہ خیر پھیلنے والی ہوتی ہے تو وہ نہیں پھیلتی اس کے اندر ہی اندر رہتی ہے کیونکہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے اور اسے دوسروں کے ساتھ شئیر کرتا ہے تو وہ خوشبو پھیلتی چلی جاتی ہے)

اور وہ فاجر، گناہ گار یا منافق انسان جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن (ایک پودا) جیسی ہے جس کا مزہ کڑوا اور اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی۔یعنی اس کے اپنے اندر بھی جلن کڑھن ہے اور دوسروں کو بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

کیونکہ نہ اس کو کسی خیر کی سمجھ ہے اور نہ وہ خیر بانٹتا ہے یعنی آپ دوسروں کو خیر اسی وقت بانٹ سکتے ہیں جب آپ خیر سمیٹنے والے ہوں جو خیر سمیٹتا نہیں وہ خیر بانٹ نہیں سکتا۔

آپ کی جیب میں کچھ نہ ہو تو آپ صدقہ کہاں سے کر سکتے ہیں تو وہ آپ کو پہلے حاصل کرنا پڑتا ہے پھر دینا پڑتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ

اللہ تعالی ہمیں بہترین عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

سورت الحجر

❖ آیت 2

وہ کون ساوقت ہو گا جب یہ آرزو کریں گے ؟

- یہ موت کا وقت ہو گا جب ان کو یہ حقیقت نظر آئے گی ۔
- اور موت کے بعد ہر ہر مرحلہ پر انہیں اپنی دنیا میں کیے گئے کفر پر پچھتاوا ہو گا کہ کاش ہم کفر کی روش اختیار نہ کرتے کاش ہم اللہ پر ایمان لے آتے ۔
- کاش ہم اللہ تعالی کی اطاعت کرتے تو آج یہ سزا نہ پاتے اس وقت جب خاص طور پر وہ مسلمانوں کو اچھے انجام تک پہنچتے دیکھیں گے تو ان کا پچھتاوا اور بڑھ جائے گا.

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ اپنے برے اعمال کی سزا بھگتنے کے لیے (جنھوں نے توبہ نہیں کی اور ایسے ہی مر گئے یا یہ کہ اتنے بڑے بڑے گناہ تھے جس کے لیے انہوں نے کفارہ ہی ادا نہیں کیا) تو وہ جہنم میں پہنچے, تو جب وہ اپنی سزا پوری کر چکے ہوں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ وہاں سے نکالے جائیں گے تو اس وقت یہ کافر دیکھ کر تڑپیں گے اور تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو کم از کم آج ہم بھی یہاں سے نکال لیے جاتے.

لیکن دنیا میں جب انسان غفلت میں پڑا ہوا ہو تا ہے تو اس وقت اس کو آخرت بھولی ہوئی ہوتی ہے اور وہ وہاں کی تیاری نہیں کر تا.

❖ آیت 3

تو یہاں اسی لیے کہا گیا کہ آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے.

یعنی پچھلی آیت میں ان کو ایک طرح سے warn کیا گیا کہ ایک وقت آئے گا کہ تم ایسا کروگے تو ابھی سے سنبھل جاو اور اس کے لیے یہ بھی ایک وارننگ کا طریقہ ہے ڈانٹ کا ایک طریقہ ہے, ایک تنبیہہ ہے, ایک دھمکی ہے اور یہاں ابتداء میں بھی ذَرۡهُمۡ يَأۡكُلُواْ

اور آخر میں بھی فَسَوۡفَ يَعۡلَمُونَ

یعنی جلدی پتہ چل جائے گا یہ پچھتائیں گے.

تو بعض علماء کہتے ہیں کہ

ذَرۡهُمۡ يَأۡكُلُواْ

میں ایک دھمکی ہے اور فَسَوۡفَ يَعۡلَمُونَ میں دوسری دھمکی ہے.

تو دو دھمکیوں میں انسان کیسے خوشگوار زندگی بسر کر سکتا ہے.

یہاں پر زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا, مزے اڑانا ہی رہ جائے اور لمبی لمبی امیدیں باندھ کر صرف دنیا کمانے کے لیے ہی انسان goal setting کر تا ہے اور اسی کو ایک کے بعد ایک حاصل کر تا ہے تو یہ چیز انسان کی آخرت کے لیے بڑی نقصان دہ ہوتی ہے.

مومن اپنی آخرت کو بھلا کر اپنی دنیا کو حاصل نہیں کرتا بلکہ ان دونوں چیزوں کو ساتھ لے کہ چلتا ہے ۔

اور یہ بھی یاد رکھیے کہ اس آیت میں

اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ لذتیں حاصل کرنا, نعمتوں میں زندگی گزارنا, آخرت کی تیاری نہ کرنا یہ نجات طلب کرنے والوں کے اخلاق میں سے نہیں .

وَيَتَمَتَّعُواْ وَيُلۡهِهِمُ ٱلۡأَمَلُۖ

اور پھر لمبی آرزوئیں کیا ہوتی ہیں؟

کہ جس میں انسان بہت دیرپا long term , پلاننگ کر رہا ہوتا ہے دنیا حاصل کرنے کی اور دنیا کی مرغوب چیزوں کو پانے کی تو دنیا کی حرص اور دنیا کی طرف انسان کا جھکاؤ جو ہے وہ اس کی آخرت کو نقصان دے دیتا ہے .

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے۔

دنیا کی محبت اور لمبی امیدیں

✧ حسن بصری کہتے ہیں:

کہ جب بندہ اپنے آرزوں کو لمبی کرلیتا ہے تو اس کے عمل خراب ہو جاتے ہیں۔

انسان یہ سوچتا ہے کہ ابھی میں اچھا بن جاؤں گا ابھی یہ کام ہو جائے، یہاں تک پہنچ جاؤں یہاں تک ٹارگٹ حاصل کرلوں۔

تو یاد رکھیے کہ:

ہمیں اپنے آج سے ہی فائدہ اٹھانا ہے، ماضی تو ہمارے ہاتھ سے نکل چکا، گزر چکا، مستقبل کا ہمیں پتہ نہیں تو ہمارے پاس جو آج ہے، now , this time ہمیں اس ٹائم کی فکر کرنی چاہیے اور اس کے لیے کچھ یعنی اپنی آخرت کے لیے تیار کرلینا چاہیے۔

مثلا:

اب کسی کے اوپر رمضان آیا ہے وہ کہے کہ میں اگلے رمضان میں اچھا بن جاؤں گا، جب میں بوڑھا ہوں گا یا ریٹائیر ہونے کے بعد میں روزے بھی رکھوں گا اور ترا ویح بھی پڑھوں گا تو کس کو معلوم کے آپ اس عمر کو پہنچتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور اگر پہنچتے بھی ہیں تو آپ کی صحت کتنی رہتی ہے اور آپ کی ہمت کتنی رہتی ہے نیکی کے کام کرنے کی۔ اس لیے جو وقت آج ملا ہے ہمت، صحت، طاقت آج ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھالینا چاہیے۔

❖ آیت 8

یعنی اللہ تعالی فرشتے صرف فیصلہ کرتے وقت ہی اتارتے ہیں۔ جب عذاب آتا ہے تو فرشتے اترتے ہیں ۔

❖ آیت 9

الذِّكْر سے مراد یہاں قرآن مجید ہے

قرآن کا محافظ اللہ ہے یعنی ہر طرح کی تبدیلی اور تغیر سے اس کی حفاظت کرتا ہے ۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قرآن مجید سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری ان کی قوموں کو دی گئی، ان کے لوگوں کو دی گئی لیکن انہوں نے اس میں من مانی تبدیلی کر لی۔

لیکن اس کتاب کی ذمہ داری اللہ سبحانہ و تعالی نے لی اور یہی وجہ ہے کہ آج اتنے سو سال گزرنے کے بعد بھی قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک یہودی تھا وہ مسلمان ہونے کے لیے آیا (وہ ایک کاتب تھا، بہت اچھا رائٹر تھا، کتابیں لکھا کرتا تھا) تو اس سے پوچھا گیا کہ کس چیز نے تمہیں اسلام قبول کرنے پر ابھارا ہے، اس نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی اور اس میں کچھ تبدیلی کی اور میں ربیوں کے پاس لے گیا انہوں نے خوشی خوشی اسے لے لیا اس کے بعد انجیل لکھی اور اسی طرح اس میں کچھ ردوبدل کیا اور میں پریسٹ کے پاس لے گیا انہوں نے اس کو بھی قبول کر لیا۔ اس کے بعد قرآن پر میں نے یہ تجربہ کیا اور اس میں کچھ تبدیلی کی لیکن جب میں مسلمانوں کے علماء کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا حالانکہ میں نے بہت چھوٹا سا فرق ڈالا تھا۔

تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے جو حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس میں اللہ تعالی بندوں کے ذریعے ہی حفاظت کروا رہا ہے۔

کس طرح؟

اس امت میں ایسے علماء ہیں جو قرآن کے لفظ لفظ کو نہ صرف ایک طرح بلکہ سات طریقوں سے پڑھنا جانتے ہیں اور ان کی تبدیلیوں سے واقف ہیں جس کو سبعہ قراءت کہا جاتا ہے یا عشرہ قراءت کہا جاتا ہے ۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اس کتاب کو صرف کاغذوں میں محفوظ نہیں کیا بلکہ سینوں میں محفوظ کیا ہے ۔

ابھی تو کتابیں پھر بھی موجود ہیں کبھی یہ وقت ایسا بھی شاید آئے کہ کتابیں بالکل ہی ناپید ہو جائیں اور صرف ہر چیز ڈیجیٹل رہ جائے، اس وقت اگر کسی سازش کے تحت ساری دنیا سے ڈیجیٹل قرآن مٹا بھی دیا جائے تو بھی قرآن محفوظ ہے کیونکہ ہر ملک، ہر جگہ، ہر شہر، ہر بستی کے اندر حفاظ موجود ہیں جنہوں نے قرآن کو اپنے اندر محفوظ کیا ہوا ہے۔

تو یہ اس کتاب کے معجزہ ہونے کی دلیل ہے اسی وجہ سے یہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لیے کتاب ہدایت ہے۔

لیکن قیامت سے پہلے قرآن اٹھا لیا جائے گا۔

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے بھی، کتابوں سے بھی، ہر جگہ سے اٹھا لیا جائے گا اور بالکل اندھیروں کا دور ہو گا۔

اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالی نے ہمیں ایک نہیں کئی قسم کے version اس قرآن کے عطا کیے ہیں جس کے ذریعے ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، انجوائے کرتے ہیں

❖ آیت 15

جادو بھی ایک طرح سے کہتے ہیں کہ نظر بندی ہوتی ہے چیز تو نہیں بدلتی لیکن نگاہوں میں کچھ تبدیلی آجاتی ہے دیکھنے کا انداز بدل جاتا ہے۔

❖ آیت16

مراد ہے وہ ستارے جو ظاہر ہوتے ہیں۔

عربی زبان میں برج یا بروج کا لفظ ظاہر ہونے کے لیے، نمایاں ہونے کے لیے ہے۔

اسی لیے قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی(الاحزاب33)

کہ مسلمان عورتیں پرانی جاہلیت کی طرح اپنی زینت کو نمایاں نہ کریں، ظاہر نہ کریں۔

تو یہ بروج وہ ہیں جو روشن ستارے ہوتے ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں۔

❖ آیت18

اللہ تعالی جب فرشتوں کو احکامات دیتے ہیں تو اس وقت فرشتوں کے اوپر ایک بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور انہیں ایک خاص قسم کی آواز سنائی دیتی ہے جب وہ ہوش میں آتے ہیں تو مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا نازل کیا؟ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

اور پھر وہ ایک کے بعد ایک کو وہ حکم آگے دیتے چلے جاتے ہیں اتنے میں شیاطین بھی وہاں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو احکامات الہی یعنی دنیا میں کس کو موت آنی ہے، کہاں زلزلہ آنا ہے، کہاں بارش برسانی ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح کی جو خبریں آگے transmit کی جارہی ہوتی ہیں ان میں سے کچھ نہ کچھ سننے، چوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ آکر کاہنوں کو وقت سے پہلے بتادیں اور کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کہ لوگوں کو بتائیں اس طرح وہ غیب دانی کا دعوی کریں۔

یہاں فرمایا گیا کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب یعنی یہی ستارے ٹوٹ گرتے ہیں شیاطین کے اوپر اور ان کو جلا کر رکھ دیتے ہیں۔

❖ آیت20

یعنی زمین صرف تمہارے رزق کا سامان نہیں کرتی بلکہ اس میں ساری مخلوق کا رزق ہے ۔

بعض اوقات انسان حیران ہوتا ہے کہ اتنی ورائٹی ہے مخلوق کے اندر، انسانوں کے علاوہ جو حیوانات ہیں، چرند پرند ہیں، چیونٹیاں ہیں، مچھلیاں ہیں اور ہر ایک کی ضرورت فرق ہے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے ان سب کا بھی بندوبست کر رکھا ہے۔

❖ آیت21

یعنی ہر چیز کے خزانے ہیں اللہ کے پاس، کمی کسی چیز کی نہیں۔ لیکن اللہ تعالی اپنی تدبیر کے مطابق پلاننگ کے ساتھ نازل کرتے ہیں کہ کس جگہ کتنی بارش اترنی ہے، کس جگہ کتنا غلہ اگایا جائے گا، کہاں کتنا شہد پیدا کیا جائے گا۔

یہ سب اصل پلاننگ اللہ سبحانہ وتعالی کی ہی ہے۔ اور پھر یہ آیت انسان کا بڑا حوصلہ بڑھاتی ہے۔

انسان بعض اوقات لمبے عرصہ تک اللہ تعالی سے دعا کرتے ہوئے مایوس بھی ہونے لگتا ہے اور پریشان ہوتا ہے اور سوچتا ہے کہ شاید میری کبھی سنی ہی نہیں جائے گی۔

نعوذ باللہ شیطان دل میں یہ بھی ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے نہیں۔

فرمایا: نہیں کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے نہ ہوں۔

توجب اللہ تعالیٰ خزانوں کا مالک ہے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

مانگنا چاہیے، کہ اللہ تعالیٰ آپ کے پاس تو خزانے ہیں ان میں سے تھوڑا سا بھی تو عطا کرے گا تو تیرے خزانوں میں پھر بھی کمی نہیں ہو گی۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر ایک کہ کہنے پر وہ سب کچھ اتار کیوں نہیں دیتا کیونکہ اگر ہر ایک کی ہر بات مان لی جائے تو زمین فساد سے بھر جائے کیونکہ لوگوں کے پاس اتنے ریسورسز آ جائیں کہ وہ بگڑ کر رہ جائیں۔

ابھی آپ دیکھیں کہ جن ممالک میں، جن لوگوں کے پاس زیادہ ریسورس ہیں وہ بعض اوقات ان کو کس طرح abuse کر رہے ہیں کس طرح miss use کر رہے ہیں، کس طرح ضائع کر رہے ہیں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک حد تک ہی دیتا ہے۔

❖ آیت22

یعنی یہ اللہ ہی کا کام ہے اگر یہ تمہارے ذمہ ہوتا، پانی کی سپلائی کی پلاننگ، تو تم فیل ہو جاتے۔

❖ آیت24

چاہے نیکی میں آگے نکلنے والے ہوں، چاہے گناہوں میں آگے نکلنے والے ہوں یا نیکی میں پیچھے رہنے والے ہوں وہ سب جانتا ہے یا وقت کے اعتبار سے جو قومیں آگے گزر گئیں یا بعد میں آنے والی ہیں، انکا بھی اسکو پتہ ہے ۔

❖ آیت26

انسان کی تخلیق میں تراب کا لفظ بھی آتا ہے پھر **حَمَإٍ مَّسْنُونٍ** کا لفظ بھی آتا ہے ۔

صَلْصَٰلٍ اور كَٱلْفَخَّارِ کا بھی آتا ہے۔

تو یہ تخلیق کی مختلف stages ہیں جن کا قرآن نے ذکر کیا ہے۔

❖ آیت27

جن انسانوں سے پہلے تخلیق کیے گئے اسی لیے ابلیس کو بھی کہا گیا تھا کہ وہ سجدہ کرے۔

❖ آیت29

انسان اگرچہ گارے والی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے لیکن پاکیزہ روح پھونکنے کی وجہ سے انسان کو باقی ساری مخلوقات پر شرف حاصل ہو گیا۔ یہ ہماری روح ہے اصل میں جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف نسبت دیتے ہیں۔

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي

اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ کی روح میں سے کچھ روح انسان میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ تشریفی اضافت ہوتی ہے اللہ تعالی کسی چیز کو عزت بخشنے کے لیے اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں جیسے بیت اللہ، اللہ تعالی اس کے اندر رہتے تھوڑی ہیں، اس کو عزت بخشنے کے لیے اسے بیت اللہ کہا گیا ہے، ناقۃ اللہ، اللہ کی اونٹنی۔ تو اسی طرح اللہ کی طرف سے آئی ہوئی روح جو ہے انسان کو عزت بخشنے کے لیے ہے۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ جہاں ہم اپنے جسم کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں، کھانے پینے کا دیگر اس کو آرام پہنچانے والی چیزوں کا وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی روح کی غذا کا بھی بندوبست کریں تو روح کی غذا قرآن ہے۔ روح اس کے بغیر نہ قرار پکڑتی ہے نہ سکون پاتی ہے اور نہ ہی اس کو optimize کیا جا سکتا ہے کہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے کیونکہ جب روح starve کرتی ہے یعنی اس کو بھرپور غذا نہیں ملتی قرآن کی، دین کی، اللہ کے ذکر کی تو پھر وہ فاقوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، starve کرنے لگتی ہے اور پھر اس کا ہمارے دل پر بھی اثر ہوتا ہے سب سے پہلے کہ ہمارے دل میں وحشت آ جاتی ہے تو اس کا حل اور اس کا علاج یہی ہے کہ اس روح کو اتنا سیراب کیا جائے۔ پھر آپ دیکھیے کہ جس طرح جسمانی ضرورتیں ہر ایک کی الگ الگ ہوتی ہیں ایسے روح کی ضرورت بھی الگ الگ ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ تھوڑا سا بھی کھا کہ سیراب ہو جاتے ہیں۔ پتہ نہیں آپ میں سے کس کس نے آج سحری کھائی ہے اور کس کس کو nausea ہو رہا تھا بمشکل ایک دو چمچ ہی لیے ہوں گے کیونکہ سحری کے وقت کھانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے روزے کے ذریعے جو ہماری تربیت مقصود ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب دل نہ چاہ رہا ہو، جو کام بڑا ہی مشکل لگے اس کو بھی اللہ کی خاطر کر لو، ثواب سمجھ کر کرو تو اس میں بھی برکت ہو گی۔ اسی لیے کہا گیا سحری کھاؤ، سحری کھانے میں برکت ہے۔ اگر کچھ نہیں کھا سکتے پانی کے دو گھونٹ ہی پی لیں، دو کھجور ہی کھا لیں لیکن اس وقت کی برکت سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

تو اسی طرح ہماری روح بھی جب قرآن سے دور ہوتی ہے تو جب اس کو قرآن کی طرف لایا جاتا ہے تو وحشت سی محسوس کرتی ہے ابتداء میں اس کو بھی شاید nausea ہوتا ہے، دل نہیں لگتا، پھر آہستہ آہستہ مانوس ہوتی جاتی ہے، پھر آہستہ آہستہ خوش ہوتی چلی جاتی ہے، پھر آہستہ آہستہ اس کی طلب بڑھتی چلی جاتی ہے اور جب طلب بڑھ جاتی ہے اور رصد اس کے مطابق نہ ہو، یعنی سپلائی بہت کم ہو تو وہ روح بے چین رہتی ہے اسی لیے بعض لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ بے چین روح ہے کہ یہ بے چین روح کی nutrition پوری نہیں ہوئی ہوتی، تو اس کو قرآن کے ساتھ اپنی dose مزید بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے، جب کبھی آپ بے چین ہوں آپ قرآن مجید لے کر بیٹھ جائیں آپ پڑھتے رہیں آپ پڑھتے رہیں آپ دیکھیں گے کہ ایک وقت آئے گا کہ آپ سیراب ہو چکے ہوں گے، ایسا لگے گا جیسے آپ تر ہو گئے اور آپ کی بے چینی ساری دور ہو جائے گی۔

اس وقت دوستوں کو فون کرنے کی بجائے، میوزک سننے کی بجائے، اِدھر اُدھر اور کام کرنے کی بجائے سیدھے قرآن کو پکڑیں اور پڑھنا شروع کر دیں اور اگر آپ کو سمجھ آ رہا ہو تو اور جلدی ان شاء اللہ اس سے فائدہ ہو گا ورنہ ہر حال میں فائدہ مند ہے قرآن کے ساتھ تعلق قائم کرنا اور یہ روح کی سیرابی کا ذریعہ ہے اور اسی سے انسان کی عزت ہے آپ جسمانی طور پر چاہے کتنے بھی فٹ ہو جائیں لیکن اگر روحانی طور پر فٹ نہیں ہیں تو آپ پوری طرح پرفارم ہی نہیں کر سکتے اور پھر آخرت میں بھی پوری طرح انجوائے نہیں کر سکتے یعنی انسان کی جو کیفیت دنیا میں ہو گی، جو موت کے وقت ہو گے، جس پر اختتام ہو گا، وہی کیفیت اس کے ساتھ آگے جائے گی اور وہی کیفیت پھر قبر کے اندر ہو گی اور وہی کیفیت پھر آخرت کے اندر ہو گی یعنی مرنے کے بعد کوئی طریقہ ایسا نہیں کہ آپ اپنی بے چین روح کو قرار دے دیں۔ آج وقت ہے آج موقع ہے۔ تو رمضان سے بھی بھرپور فائدہ اٹھائیے اور ویسے بھی صرف رمضان تک ہی نہیں بعد میں بھی اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ تو اسی روح کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالی نے ملائکہ اور باقی مخلوق کو حکم دیا کہ وہ انسان کے آگے مسخر ہو جائے، سجدہ کرے، آگے جھک جائے۔

❖ آیت 33

روایات میں آتا ہے کہ ابلیس بہت عبادت گزار تھا اور جنات کا سردار تھا اور اسکی بہت سنی جاتی تھی، اس کی بہت لیڈرشپ qualities تھیں اس میں، اور بہت کچھ traits (اوصاف) بتائے جاتے ہیں۔

وہ سب چیزوں میں اللہ تعالی کا حکم ماننے والا تھا لیکن جب اللہ نے یہ حکم دیا کہ انسان کے آگے، آدم کے آگے جھکو تو بگڑ بیٹھا۔ اصل میں یہ اس کا بھی ایک امتحان تھا۔

اور یہ یاد رکھیے:

کہ یہ صرف ابلیس کا ہی امتحان نہیں ہوتا ہم سب بھی بہت اچھے ہوتے ہیں، بڑے نیکی کے کام، نمازیں پڑھ رہے ہیں، تراویح پڑھ رہے ہیں، روزے رکھ رہے ہیں، صدقہ خیرات کر رہے ہیں، بڑے اچھے اچھے کام کر رہے ہیں لیکن بعض اوقات کوئی ایک چیز ہماری مرضی کے خلاف ہو جاتی ہے اس وقت ہمارا رویہ کیا ہوتا ہے، اس وقت ہم کتنا بگڑتے ہیں، اس وقت ہم کھل کے سامنے آجاتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ بہت سے لوگ عام حالات میں بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن جب ان کی انا پر یا ان کے کبر پر کوئی زد پڑتی ہے تو وہ بگڑ جاتے ہیں۔

تو ہم سب کو بھی اس بارے میں بہت محتاط ہونا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی ایسی کمزوری کی وجہ سے قرآن مجید کا کوئی حکم، جو ہمیں مشکل لگتا ہو یا ہماری مرضی کے خلاف ہو یا ہماری خواہشات پر پابندی لگاتا ہو، اس کو سن کر ہم بگڑ بیٹھیں اور سب کچھ ہی نہ چھوڑ دیں۔

ہر انسان کا امتحان ہوتا ہے۔ ابلیس کا یہ امتحان اس لیے لیا گیا تھا کہ اس کا اصل اندر باہر آجائے کیونکہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

یہ حدیث تو سب نے سن رکھی ہے تو انسان کہتا ہے کہ اتنی چھوٹی سی چیز انسان کو جنت میں داخلے سے محروم کر دے گی۔ ہاں۔ جب وہ سزا بھگت لے گا تو نکال بھی لیا جائے گا **لیکن وہ کیوں؟**

اس لیے کہ یہ جو تکبر ہے نہ، اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنا یہ انسان کے لیے بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔ جتنی بھی انسان کے اندر برائیاں جنم لیتی ہیں اس تکبر کی وجہ سے لیتی ہیں۔ تھوڑا ہو تو تھوڑی برائیاں ہوں گی اخلاق میں، زیادہ تکبر ہو تو زیادہ بڑی بڑی برائیاں جنم لیں گی۔ بداخلاقی، بدتمیزی، گالی گلوچ، غصہ بہت زیادہ کرنا، مار پٹائی، چھوٹی چھوٹی باتوں پے آپے سے باہر ہو جانا، چیخنا چلانا، انسانوں کو کچھ نہ سمجھنا، ان کے حقوق ادا نہ کرنا، ان پر ظلم کرنا۔ یہ سب کچھ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی بندے پر امتحان ڈال کر اس تکبر کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ جب وہ اللہ کے پاس جائے تو اس کا دل پوری طرح مومن ہو۔

ہمیں اپنا جائزہ خود لیتے رہنا چاہیے۔

کہ قرآن کا کونسا حکم ہمارے لیے امتحان ہے اور ہم اس کو ماننا نہیں چاہتے؟ کیونکہ تکبر کا معنی بتایا جاتا ہے۔

بطر الحق و غمط الناس۔

حق کا انکار۔۔۔ قرآن کے بعض احکامات کو لے لینا اور بعض کو چھوڑ دینا۔

غمط الناس۔۔۔جب لوگوں کے ساتھ ڈیلنگ ہو تو ان کو حقیر سمجھ کر ان پر ظلم زیادتی کرنا، ان کو ان کا due right نہ دینا، ان کا حق نہ دینا تو یہ چیز انسان کے اپنے حق میں بہت نقصان دہ ہے۔

❖ آیت 35

لعنت۔۔۔اللہ کی رحمت سے دور

❖ آیت 39

ابلیس ابن آدم کو دنیا میں، دنیا کی زینت اور رونق اور دنیا کی محبت میں الجھاتا ہے۔

کس طرح؟

گناہ کے کام کروا کے، اور دنیا میں اتنا مصروف کر کے کہ وہ دین کے لیے کوئی وقت ہی نہ پائیں۔

❖ آیت 40

کل بھی بات ہوئی تھی کہ اخلاص کی ذریعہ انسان شیطان کی چالوں سے بچ سکتا ہے۔

اور یہاں بھی اس نے خود کہا یہ تیرے مخلص بندے، یہ میرے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ اخلاص والے نہیں ہاتھ آئیں گے میرے۔

باقی میں سب کو اپنی روش پر لگالوں گا۔

❖ آیت 41

اللہ تعالی نے فرمایا:

یہ ہے وہ راستہ جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

یہ ہے اخلاص۔

ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ

❖ آیت 44

پہلے سے ہی طے شدہ ہے کہ کون کس دروازے سے جائے گا۔

مشرکین کس دروازے سے جائیں گے، منافقین کس دروازے سے جائیں گے، صابی کس دروازے سے جائیں گے، مجوسی کس دروازے سے جائیں گے، یہود کس دروازے سے جائیں گے، نصاری کس دروازے سے جائیں گے، اور مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے غلط کام کیے اور توبہ کیے بغیر مر گئے وہ کس دروازے سے جائیں گے۔

ہر ایک کا دروازہ بھی مخصوص ہے۔

اسکے 7 دروازے ہیں اور لوگ اپنے اعمال کے مطابق ان دروازوں سے جائیں گے۔

کیونکہ وہ ایک دروازہ خاص لیول تک لے جائے گا۔ کیونکہ جیسے لفٹ ہوتی ہے اس میں کیا ہوتا ہے؟

جس نمبر کو آپ دباتے ہیں اس فلور پر آپ نکل جاتے ہیں، تو جہنم کے بھی لیول ہیں اور منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے پر ہوں گے وہ جس دروازے سے داخل ہوں گے وہ سیدھا ان کو سب سے نیچے لے جائے گا جیسے کوئی basement ہو، اور وہاں پر عذاب کی انتہا ہو گی، سب سے بدترین quality (صفت) منافقت ہے، اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ۔ دین میں اخلاص کا نہ ہونا۔

❖ آیت 47

کوئی بھی شخص دل میں حسد، بغض، بدگمانی لے کر جنت میں نہیں جائے گا بلکہ وہ جنت میں جانے سے پہلے نکال دیئے جائیں گے، سارے برے اخلاق انسان سے دھو دیئے جائیں گے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن آگ سے چھٹکارا پائیں گے (یعنی جب پل صراط سے گزریں گے تو جہنم پار کر جائیں گے) تو ان کو جنت اور جہنم کے بیچ میں (اب جنت آگے ہے جہنم پیچھے ہے درمیان میں ایک پل آ گیا ہے جس کو قنطرہ کہتے ہیں) قنطرہ پر روک لیا جائے گا اور دنیا میں ان کے بعض مظالم تھے (جو ایک دوسری پر ظلم کیے ہوئے تھے یا بدگمانیاں تھیں) ان کا ایک دوسرے سے قصاص دلوایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کو پاک صاف، کانٹ چھانٹ کر دیا جائے گا تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ان میں سے ایک آدمی جنت میں اپنے گھر کو زیادہ جاننے والا ہو گا بہ نسبت اس کے کہ وہ جتنا دنیا میں اپنے گھر کا راستہ جانتا تھا (یعنی وہاں کوئی پریشانی نہیں ہو گی، جنت کا دروازہ بہت وسیع ہے اور جنت والے ایک دوسرے کا انتظار کر کے اکٹھے اندر داخل ہوں گے جیسے دنیا میں دل جڑے ہوئے تھے وہاں بھی جڑے ہوئے ہوں گے obviously کچھ لوگ مقربین ہوں گے سابقون ہوں گے وہ تو اسپیشل VIPS ہوں گے نکل جائیں گے لیکن باقی اکٹھے داخل ہوں گے تو ان کے دلوں میں آپس میں کوئی رنجشیں نہیں ہوں گی، صاف ستھرے لوگ ہوں گے ظاہر میں بھی صاف ستھرے باطن میں بھی صاف ستھرے۔)

عام طور پر ہم جنت و جہنم کا تذکرہ تو کرتے ہیں لیکن اس پل کا تذکرہ بھول جاتے ہیں۔

یہ پل جو ہے اس پر آپس کے مظالم و قصاص کا حساب ہو گا۔ مثلاً دنیا میں آپ نے بہت زیادہ نیکیاں کیں لیکن ساتھ کچھ لوگوں کے حق بھی مارے ہوئے ہیں، آپ بھی جنت میں جا رہے ہیں وہ بھی جا رہے ہیں، اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا حق مار کر آپ جنت میں زیادہ اونچے درجے پر چلے جائیں۔ اب یہاں آپ کو کیا ہو گا؟ ان کی طرف اپنی نیکیاں دینی ہوں گی اس لیے دنیا میں ہی انسان کو اپنا آپ معاملہ صاف کروالینا چاہیے معافی مانگ لینی چاہیے کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہیے تاکہ جب جنت میں داخل ہوں تو جو بھی نیک اعمال ہیں سب کے ساتھ ہی داخل ہوں، وہ کوئی اور نہ لے لے، عین آخری مرحلہ پر کوئی اور نہ لے لے۔

❖ آیت 48

بس اب ہمیشہ کے لیے خوشی کا دور شروع ہو گیا۔

❖ آیت 49

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مایوسی سے بچاتا ہے۔

✷ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ایک گروہ کی طرف نکلے جو ہنس رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ پھر آپ ﷺ چلے گئے تو لوگ رونے لگ گئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی ﷺ کی طرف وحی کی کہ اے محمد ﷺ آپ نے میرے بندوں کو مایوس کیوں کیا ہے؟ نبی ﷺ واپس تشریف لائے اور کہا خوش ہو جاؤ، سیدھے رہو، اور قریب ہو جاؤ۔(سدِّدُوا وقارِبُوا وأبشِروا)

❖ آیت 51

ان فرشتوں کا ذکر جو پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔

❖ آیت 52

اب بیچ کی تفصیلات یہاں حذف کر دی گئی ہیں کیونکہ اس سورت کی مناسبت سے دیگر باتیں highlight کی جائیں گی۔

❖ آیت 56

کبھی بھی رب کی رحمت سے مایوس نہ ہوں ہمیشہ اچھے دنوں کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اللہ کی رحمت کی امید رکھیں یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا ایک کبیرہ گناہ ہے اور اسی طرح اللہ کی چال یا تدبیر سے بے خوف ہو جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ تو ایمان ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

❖ **آیت 57** ان کو پہچان گئے کہ یہ فرشتے ہیں۔

❖ **آیت 58** لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف۔

❖ آیت 65

یہاں ایک خاص ہدایت دی گئی تھی کہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا، اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا کیونکہ اِدھر اُدھر دیکھنے والا ثابت قدم نہیں رہ سکتا، اِدھر اُدھر دیکھنے والا رب کے وعدے پر پورا یقین نہیں رکھتا، reluctant ہوتا ہے اور پھر جس قوم پر عذاب آ رہا ہو، کوئی شور سنائی دے، انسان مڑ کر اُدھر دیکھے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں ان ظالموں کے لیے رحم آ جائے۔

پھر یہ بھی ہے کہ انسان جب ہجرت کرتا ہے کیونکہ یہ ہجرت بھی ہوتی ہے۔ تو اپنے پیچھے اپنا بہت کچھ مال و متاع چھوڑ کر آتا ہے تو جب انسان نئی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اسے اسی کی طرف فوکس کرنا چاہیے۔

بار بار ماضی کو نہیں دہرانا چاہیے، جو پیچھے رہ گیا اس کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے کیونکہ جو چیز اللہ کے لیے چھوڑی اس پر غم کیسا۔

اللہ کا وعدہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے کچھ چھوڑے گا وہ زمین میں بہت وسعت پائے گا، بہت فراخی پائے گا، اللہ تعالی اس کو پہلے سے بہتر نعمتیں عطا کر دیتا ہے اور ویسے بھی آپ دیکھیے کہ راہ چلتے ہوئے بھی انسان کو آگے دیکھنا چاہیے پیچھے نہیں دیکھنا چاہیے تو یہاں خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ لوگ جب عذاب سے بچ کر نکلیں تو آگے ہی چلتے ہی چلے جائیں اپنی منزل پر پہنچیں۔

اس سے عام زندگی کا ایک اصول ہمیں ملتا ہے جب ہم کوئی کام کرنے لگیں تو پوری طرح اس پر فوکس کریں، جب کسی بھی کام میں مصروف ہوں تو اسی پر توجہ رکھیں جیسے نماز۔ جیسے کھانا پکانا ہے۔ جو کام بھی آپ half heartedly کرتے ہیں یا بعض اوقات آپ بڑے خوش ہوتے ہیں کہ میں multi-tasking کرتا ہوں، کچھ چھوٹے موٹے کام میں تو multi-tasking ہو سکتی ہے لیکن جو اہم کام ہوتے ہیں ان میں multi-tasking نہیں ہو سکتی ان کی کوالٹی ختم ہو جاتی ہے ان میں آپ کو اپنا پورا جی جان سے لگانا چاہیے۔

نبی ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تھے اللہ سبحانہ وتعالی کے حضور حاضر ہوئے تو آپ کی تعریف کن الفاظ میں کی گئی۔

إِذْ يَغْشَى ٱلسِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ(النجم16-18)

جب اس بیری کو ڈھانپ رہا تھا جو ڈھانپ رہا تھا نہ نگاہ اِدھر اُدھر ہوئی نہ حد سے بڑھی (آپ نے اپنے مقصد سے اپنی نگاہ کو ہٹایا ہی نہیں) بلاشبہ یقیناً اس نے اپنے رب کی بعض بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

کیونکہ اگر آپ irrelevant چیزوں کو دیکھتے تو چیزیں اللہ تعالی آپ کو دکھانا چاہتے تھے آپ وہ نہیں دیکھتے۔

اسی طرح جب آپ حج یا عمرہ پر جائیں یا رمضان آگیا ہے تو اس پر فوکس کریں کہ میں کس چیز سے گزر رہی ہوں۔

جیسا کہ پیچھے بات ہوئی کہ انسان کو اپنے آج پر توجہ دینی چاہیے کہ اس وقت مجھے جو صحت، وقت، زندگی ملی ہے اس سے بہترین کام لے لوں کیونکہ کچھ لوگ یا ماضی کی باتیں یاد کر کر کے روتے رہتے ہیں اور کچھ لوگ مستقبل کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہوتے رہتے ہیں اور آج جو ان کے پاس ہے اس سے غافل رہتے ہیں اور یہ بہت بڑا خسارا ہے۔

ہمارا مستقبل سنور سکتا ہے اگر ہمارا آج سنور جائے تو اپنے آج کو سنواریں تو مستقبل سنور جائے گا۔

- **آیت 71** قوم کی بیٹیاں، عورتیں مراد ہیں۔
- **آیت 72** یعنی ان کی شہوت ان کے سروں پر سوار تھی۔
- **آیت 79** یعنی عربوں کی تجارتی شاہراہ پر۔
- **آیت 85** یعنی یہ سب کچھ ایک کھیل تماشہ کے طور پر نہیں ہے ان سب چیزوں کو بنانے کا ایک مقصد ہے۔
- **آیت 87** اشارہ ہے سورت الفاتحہ کی طرف۔

اس کی بہت فضیلت ہے۔

بار بار کیسے دہرائی جاتی ہے؟ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔

لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب(بخاری)

اس کی نماز ہی نہیں جس نے نماز میں سورت الفاتحہ کی قرآت نہیں کی۔

تو آپ کو نعمت یاد دلائی جارہی ہے۔ سورت الحجر میں نعمت قرآن کا ذکر بار بار آیا ہے کہ اللہ نے اس کی حفاظت کی ہے اور اللہ نے آپ کو یہ نعمت عطا کی ہے اور اس نعمت کو پاکر آپ کیا نہ کریں؟

❖ آیت 88

دنیاوی چیزوں اور مال و متاع پر ہی نظر نہ رکھیں۔

تو یاد رکھیے

دنیاوی چیزوں سے بہتر ہے اس قرآن کا ملنا۔

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

اور نبی ﷺ کو خاص طور پر یہاں تلقین کی جارہی ہے کہ آپ ان لوگوں سے متعجب نہ ہوں، حیران نہ ہوں جن کو بہت دنیا مل گئی اور وہ اس دنیا کے ملنے کی وجہ سے کفر اور نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، کیونکہ تمام پیغمبروں کے ساتھ یہی ہوا ہے کہ قوم کے جو زیادہ امیر لوگ تھے یا جن کو دنیاوی نعمتیں بہت زیادہ ملی تھیں ان میں سے بہت کم ان پر ایمان لائے وہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ ہم سے راضی ہے آج بھی دیا ہے آخرت میں بھی مل جائے گا اگر کوئی آخرت ہوئی اس لیے پیغمبروں کی باتوں کی وجہ سے اپنی دنیا کو قربان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دنیا میں جو کچھ ہے آخرت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

✷ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

کہ نبی ﷺ کو ریشم کا ایک کپڑا ہدیے میں پیش کیا گیا تو ہم اسے چھونے لگے اس کی نرمی اور ملائمت پر حیرت زدہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اس پر حیرت ہے ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی بہتر ہیں۔

یعنی جب صحابہ کے اندر ذرا دنیا کی محبت آنے لگی تو آپ نے فوراً ان کو آخرت کی طرف متوجہ کر دیا۔

تو حقیقت یہ ہے کہ انسان جو کچھ بھی کرے چاہے دنیا کا بھی کام کر رہا ہو تو اپنی آخرت کو ضرور یاد رکھے تاکہ اس میں کوئی غلط کام نہ ہو۔ اگر کوئی کام ہے، جاب ہے، کاروبار ہے اور جو اس سے حاصل ہو اس سے صرف دنیا کا مال نہ خریدے بلکہ اس سے صدقہ بھی کرے اپنی آخرت بھی بنائے۔

✷ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کہ وہ پودا لگا رہے تھے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے فرمایا اے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کیا لگا رہے ہو میں نے کہا اپنے لیے پودے لگا رہا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر پودے نہ بتاؤں؟ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول۔

آپ نے فرمایا: کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان میں سے ہر ہر کلمے کے عوض جنت میں تمہارے لیے ایک ایک درخت لگایا جائے گا۔

اب اس کا کیا مطلب ہے ہم پھول نہ لگائیں، پودے نہ لگائیں، کسان کام نہ کرے، مسجد میں بیٹھ کر صرف تسبیح کیا کریں؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ پودے لگاتے ہوئے بھی اپنی آخرت کو یاد رکھو، پودے ہاتھ سے لگانے ہیں زبان خالی ہے، زبان سے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے رہو۔

اور ایک اور ہدایت جو یہاں دی گئی وہ کیا ہے؟ وَٱخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِينَ

مومنوں کے لیے اپنے پہلو نرم کر لیجیے۔ یعنی اپنے followers کو اپنی ٹیم کو، اپنے ساتھیوں کو اپنے قریب کر لیجیے۔

کبھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ مرغی اپنے چند بچوں کو ساتھ لیکر چل رہی ہوتی ہے، بڑا ہی پیارا منظر ہوتا ہے جس میں وہ ان کو سکھا رہی ہوتی ہے کہ کس طرح دانہ چننا ہے۔ ایسے میں کوئی جہاز گزرتا ہے یا کوئی چیل اسے دکھائی دیتی ہے تو وہ اپنے پر کیسے کرتی ہے، پر پھیلا لیتی ہے اور اپنے سارے بچوں کو نیچے لے آتی ہے یعنی ان کو ایک احساس تحفظ دیتی ہے۔

لیڈر کی یہ خوبی ہونی چاہیے کہ وہ اپنی ٹیم کو کانفیڈنس دے، احساس تحفظ دے، ان کو اعتماد دے کہ کچھ فرق نہیں پڑتا، فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

پھر قریب کرنے کا معنی بھی ہے۔

✷ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے لوگوں کو دھکیلا نہیں جاتا تھا، نہ مارا جاتا تھا جو قریب آنا چاہتا تھا آنے دیا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس جاتے ان سے ملاقات کرتے، ان کے مریضوں کی بیمار پرسی کرتے ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے۔

یعنی انسان کو اگر دنیا میں کوئی بڑا مرتبہ مل جائے تو غریبوں کو بھولے نہیں، ایسی جگہوں پر جائے جہاں پر انسان کا دل نرم ہو۔

✷ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ چلنے میں پیچھے رہتے کمزور کو چلاتے اور اپنے پیچھے بٹھاتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے، لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے ۔

✷ نبی کریم ﷺ بڑے رحم دل تھے۔ جب کوئی آپ کے پاس آتا آپ اس سے وعدہ کر لیتے اور سے پورا کرتے بشرطیکہ آپ کے پاس ہوتا۔ کبھی نہیں بھی ہوتا تھا تو قرض لیکر دوسروں کو دے دیا کرتے تھے۔

✷ ایک دفعہ اقامت کہی گئی نماز کے لیے ایک اعرابی آپ کے پاس آگیا، کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگا میرا ذرا سا کام رک گیا ہے آپ میرے ساتھ چلیں کہیں میں اسے بھول نہ جاؤں آپ اس کے ساتھ چلے گئے اس کی ضرورت پوری کی، بعد میں آکر نماز پڑھائی حالانکہ اقامت ہو چکی تھی۔

اسی طرح ایک عورت تھی جس کی عقل میں کچھ فتور تھا تو وہ آپ کو کہنے لگی کہ میرا ایک کام ہے آپ نے فرمایا: تم جس گلی میں چاہو بیٹھ جاؤ میں تمہارا کام کر دوں گا۔ تو اس عورت نے راستہ میں آپ سے بات کی، اور اپنا کام بتایا اور اس کا جو بھی کام تھا آپ نے کر دیا۔

تو ہم سے ہر ایک کے اندر یہ صفت ہونی چاہیے کہ ماں ہے تو بچے ہیں، کوئی لیڈر ہے تو اس کے فالورز ہیں، ٹیچر ہے تو اس کے اسٹوڈنٹس ہیں، تو اسلام میں ایسا بڑا چھوٹا نہیں ہے کہ کچھ لوگ VIPS ہیں اور وہ approachable ہی نہ ہوں تو یہ نہیں ہونا چاہیے۔

❖ آیت 90

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا مطلب کیا ہے؟

بعض حصہ پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا۔

❖ آیت 97

یعنی لوگوں کی باتوں پر آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔

یہاں دل کی گھٹن کا ایک اور علاج بتایا گیا

وہ ہے نماز اور تسبیح

یعنی سبب کوئی بھی ہو چاہے لوگوں کی باتیں ہوں، یا مستقبل کا خوف ہو، یا ماضی کا کوئی غم ہو، جب غم شدت پکڑے تو قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ تسبیح کی کثرت اور نماز کی کثرت فائدہ دیتی ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو رات سے خوف کھائے کہ وہ اسے پریشان کرے گی یا مال خرچ کرنے سے بخل کرے یا دشمن سے مقابلے سے ڈرے تو چاہیئے کہ وہ اس قول کی کثرت کر دے (سبحان الله وبحمده) کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک سونے کا پہاڑ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

یعنی آپ سونے کا پہاڑ صدقہ کریں تو اتنا اجر نہیں ملے گا جتنا اس تسبیح کی کثرت سے ملے گا۔

❖ آیت 99

یقینی بات یعنی موت آجائے۔

حقیقت یہ ہے کہ موت سب سے بڑا یقین ہے۔

✧ عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں:

میں نے موت کے یقین سے بڑھ کوئی ایسا یقین نہیں دیکھا جو شک کے زیادہ مشابہ ہو کیونکہ لوگ موت کا یقین رکھتے ہوئے پھر بھی اس کی تیاری نہیں کرتے (گویا وہ موت کے بارے میں شک کرتے ہیں)۔

سورۃ النحل

- سورۃ النحل کو سورۃ النَعَم بھی کہا جاتا ہے (نعمتوں کا ذکر ہے)۔
- سورۃ الحجر میں نعمت قرآن کا ذکر ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے نعمتوں میں۔
- سورۃ النحل میں کونی نعمتوں کا ذکر ہے، جو کائنات میں بکھری ہوئی ہیں۔
- انسان کے فائدے کیلئے اللہ نے پیدا کی ہیں۔

- اس سورت میں اللہ تعالی نعمتوں کے اصول اور قوائد بھی بیان کرتے ہیں۔

❖ آیت 2

بِٱلرُّوحِ

قرآن مجید کو بھی روح کہا گیا ہے کیونکہ روح کے لیے روح ہی غذا ہے۔

❖ آیت 4

یعنی ابن آدم جو ہے وہ ہر چیز کے بارے میں بحث کرتا ہے حتی کہ اللہ کے وجود کے بارے میں، آخرت کے بارے میں، دین کے احکامات کے بارے میں، پیدا اللہ نے کیا، چاہیے تھا کہ اللہ کے آگے سر جھکا دے، ہر چیز کو مان جائے بغیر کسی بحث مباحثے کے لیکن اللہ نے عقل کیا دی یا کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کیا دی خود اللہ کے وجود کو ہی چیلنج کرنے لگتا ہے۔

❖ آیت 5

یعنی جانوروں کے حقوق کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اللہ نے پیدا کیے اور تم ان سے فائدے اٹھاتے ہو تو پھر ان کا خیال بھی رکھو۔

❖ آیت 8

گھوڑا ایک بہت خوبصورت جانور بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سواری کے لیے گھوڑے خچر وغیرہ ہی تھے اور یہاں اشارہ کر دیا گیا کہا ابھی اور ایسی چیزیں پیدا ہونے والی ہیں جن پر تم سواری کروگے لیکن تم ان کو نہیں جانتے۔وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ایک اور معنی یہ ہے کہ اللہ نے جو چیزیں تخلیق کی ہیں ان میں سے کچھ تم دیکھتے ہو اور کچھ ایسی ہیں جن کو تم جانتے ہی نہیں، مثلا، بُرّاق، اس کے بارے میں نبی ﷺ نے خبر دی ورنہ ہمیں کیا پتہ براق کیا ہوتا ہے، اسی طرح اور بھی سواریاں۔ اور ہو سکتا ہے آئندہ دنوں میں اور بھی چیزیں ایسی آئیں گی جن کو ہم نہ جانتے ہوں۔

❖ آیت 12

اس میں آپ دیکھیے زمین کے ستاروں کا ذکر یعنی طرح طرح کے پھلوں کا جنہوں نے زمین کو سجایا ہوا ہے اور فائدے کے بھی ہیں اور پھر آسمان کی سجاوٹ، زینت اور ستاروں کا ذکر ہے۔

تو یاد رکھیے:

ستارے زینت کے لیے ہیں، راہ دکھانے کے لیے ہیں پوجے جانے کے لیے نہیں ہیں۔

جیسے قوم ابراہیم علیہ السلام پوجتی تھی۔

اسی طرح ستاروں سے اپنی قسمت وابستہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ کسی کو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں دے سکتے۔

اسی طرح ستاروں کی کچھ تاثیر بھی تسلیم نہیں کرنی چاہیے۔

یاد رکھیے علم نجوم جادو کی ایک قسم ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

جس نے علم النجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا جتنا زیادہ سیکھے گا اتنا ہی زیادہ جادو میں مبتلا ہو گا۔

تو اس لیے نجومی کا پیشہ اختیار کرنا بھی درست نہیں، جو جگہ جگہ بیٹھ جاتے ہیں، لوگوں کو ان کی قسمت کا حال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارا ستارہ گردش میں ہے وہ تو ہر وقت ہی گردش میں ہے کہیں رکے ہوئے تھوڑی ہیں تو انسان کو تو کبھی چین ہی نہ آئے۔

❖ آیت 13

Colors کا ہونا بھی قابل توجہ ہے۔

❖ آیت 14

سبحان اللہ، سمندر اتنا huge اتنا بڑا، زمین کے تین حصوں کو ڈھانپے ہوئے ہے تو وہ اگر بپھر جائے تو ایک حصہ جو باقی بچا ہوا ہے اس پر بھی چھا جائے۔ لیکن اللہ نے اس کو کنٹرول میں رکھا ہے۔

اس بات کا مشاہدہ آپ تب کرتے ہیں جب آپ sea side پر جاتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ لہریں اٹھتی ہیں اور ساحل پر آ کے جھک جاتی ہیں واپس چلی جاتی ہیں اس سے آگے نہیں آتی حالانکہ بعض اوقات بڑی اونچی اونچی لہریں اٹھتی ہیں جو شہر کو بھی لپیٹ میں لے لیں لیکن اللہ کے حکم سے وہ پیچھے ہی رہتی ہیں کہ انسانوں کے لیے سامان زیست کا انتظام رہے۔

ورنہ فشنگ کیسے ہو سکتی اگر اس کی لہریں out of control ہوتیں۔

تو زیور پہننا منع نہیں ہے۔ حلال سے آیا ہو اور ایک حد کے اندر پہنا جائے۔

کبھی آپ کسی لانچ میں بیٹھیں ہیں جب سمندر کے بیچ میں جاتے ہیں تو کس طرح پیچھے پانی دو حصوں میں split ہوتا نظر آتا ہے۔

سمندر تمہارے لیے بنایا، مچھلیاں تمہارے لیے پیدا کیں، زیورات کا سامان تمہارے لیے پیدا کیے یہ سب نکالو، محنت کرو، کماؤ حاصل کرو لیکن جائز طریقے سے اور پھر خرچ بھی جائز طریقے سے کرو اور ان میں کھو کر نہ رہ جاؤ۔ یہ ہے اصل مسئلہ۔

اور پھر یہ کہ کشتیوں کا چلنا بھی اللہ کی قدرت کی ایک علامت ہے کہ کس طرح ایک سوئی سمندر میں ڈوب جاتی ہے اور بڑے بڑے پہاڑ جتنے ships آرام سے پانی کی سطح پر تیرتے ہوئے چلے جا رہے ہوتے ہیں۔

❖ آیت 15

ورنہ تو ہر وقت ہی زلزلہ آیا ہوا ہوتا کچھ کام نہ کر پاتے۔

کچھ تو انسان نے سڑکیں بنائی ہیں لیکن کچھ تو بالکل قدرتی راستے ہیں۔ پرانے زمانے میں سڑکیں بنائی نہیں جاتی تھیں لوگ انہی قدرتی راستوں پر چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔

❖ آیت 17

جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے وہ سوچیں یہ سب کچھ کس نے بنایا ہے، خود سے تو نہیں بن سکتا۔ اور جب کوئی چیز بنتی ہے تو وہ کسی مٹیریئل سے بنتی ہے اور وہ مٹیریئل **کہاں سے آیا؟**

مثلا: اگر آپ یہ کہیں کہ آسمان خود ہی بن گیا۔ چلو مان لیتے ہیں۔ کس چیز سے بنا؟ جس چیز سے بنا وہ چیز کہاں سے آئی؟ اس کو کس نے بنایا؟ اسی طرح زمین ہے، زمین پر جو چیزیں ہیں اس کو کس نے بنایا؟ ہم تو کہتے ہیں اللہ نے بنایا، کن کہہ کر پیدا کیا یا بتدریج پیدا کیا لیکن یہ کہنا کہ یہ سب کچھ خود سے خود بن گیا وجود میں آ گیا۔ خود سے خود تو وجود میں نہیں آ سکتا اسلام اس چیز کا جواب دیتا ہے۔

ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيۡءٖۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ وَكِيلٞ

اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگران بھی ہے۔

❖ **آیت 18** اللہ تعالی اس سورت میں بہت سی نشانیوں کا ذکر کریں گے تاکہ لوگ اس کو پہچانیں اور اس کی وحدانیت کا اقرار کریں۔

❖ **آیت 20** یعنی وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ پیدا کیے گئے ہیں، جو پیدا کیا جاتا ہے وہ کیا پیدا کر سکتا ہے۔

❖ **آیت 23** کیونکہ تکبر انسان کو حق سے روک دیتا ہے۔

❖ آیت 24

یعنی اللہ کا انکار کرنے والے، اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اللہ کا حق ادا نہیں کرتے اس کی قدر نہیں کرتے اور نہ وہ اس کلام کی قدر پہچانتے ہیں۔ قرآن کی قدر و قیمت وہی پہچانتا ہے جو قرآن کے بھیجنے والے پر ایمان رکھتا ہے تو یہ ایمان ہی کی لذت اور چاشنی ہوتی ہے جو انسان پھر اللہ ہی کے حکم سے دیگر چیزوں پر ایمان لا کر محسوس کرتا ہے۔

❖ **آیت 27** دنیا میں بھی رسوا کیا اور آخرت میں بھی کرے گا۔

❖ آیت 29

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے کے فورا بعد ہی روح پر عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں نہ کہ **فادخلوا ابواب جهنم** ادھر سے جانے نکالیں ادھر سے انہیں جہنم میں بھیجا یعنی جس دن وہ فوت ہوں گے ان کی روحیں نکل جائیں گی، ان کی قبروں میں ان کے جسموں کو جہنم کی گرم تپش اور لو پہنچے گی اور ان کی روحیں جہنم میں سجین میں پھینکی جائیں گی۔

پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو ان کی روحوں کو جسموں میں داخل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں چھوڑ دیا جائے گا پس دنیا کی زندگی موج میلا ہے۔ مرنے کے بعد جسم اور روح مصیبت میں الگ الگ۔ ان دونوں کا آپس میں Connection بھی رہتا ہے جیسے سورج اور ہمارا connection ہے۔ سورج کروڑوں میل دور

ہے لیکن اس کی شعاعیں ہم پر پڑتی ہیں اور ہم اسے محسوس کرتے ہیں گرمی، سردی، جلن۔ اسی طرح جسم اور روح کتنا بھی دور ہوں ان کا آپس میں اسی طرح کا تعلق ہوتا ہے جو عذاب روح پر ہو رہا ہوتا ہے اسے جسم محسوس کرتا ہے تو اس لیے مرتے ہی عذاب کی خبر دے دی گئی کہ عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر وہ گناہ گار آدمی ہو (مرنے والا) تو فرشتے کہتے ہیں اے خبیث روح، نکل جو خبیث جسم میں رہی، قابل مذمت ہو کر اس میں سے نکل (ذلیل ہو کر نکل) کھولتے ہوئے پانی اور کانٹے دار کھانے کی خوشخبری قبول کرلو۔ (یعنی اب تمہارے لیے یہ انجام ہے)

اس کے علاوہ دیگر انواع و اقسام کے عذاب کی بھی خوشخبری قبول کرلو۔ اس کے سامنے یہ جملے بار بار دہرائے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی روح نکل جاتی ہے۔

یعنی موت کے وقت بھی، جب جان لی جارہی ہوتی ہے تو اس کو ڈانٹ پڑ رہی ہوتی ہے اور اس کو آئندہ کے لیے بھی بری خبریں سنائی جارہی ہوتی ہیں۔

اس وقت حسرتوں کا عالم ہو گا۔

❖ آیت 30

یعنی انہیں سارے قرآن کے اندر خیر نظر آتی ہے۔

تو دنیا کی بھلائی کیا ہے؟ پاکیزہ زندگی۔

اور آخرت کی بھلائی؟ نعمتوں بھری جنتیں۔

❖ آیت 31

انسان کی بہت سی خواہشات ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہ

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بہت نکلے میرے ارمان مگر پھر بھی کم نکلے

تو دنیا میں تو انسان کی بے شمار خواہشات ہیں جو پوری ہو نہیں پاتیں۔ آپ جتنا چاہیں، جتنی محنت کرلیں، کوشش کرلیں، طلب کرلیں، لیکن ساری نہیں ملیں گی وہ ساری چیزیں نہیں ملیں گی جو آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اللہ نے ان خواہشات کے پورا ہونے کی ایک جگہ رکھی ہے اور وہ جنت، دائمی باغات، جنت عدن ہے جن میں وہ داخل ہوں گے ان میں نہریں جاری ہوں گی اور ان میں جو کچھ بھی وہ چاہیں گے ان کو ملے گا۔

تو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے۔

نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَ لَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَ لَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ (حم السجدۃ 31-32)

وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔

صرف خواہش کرنے پر ہی کھانا سامنے آجائے گا۔

✷ حدیث میں آتا ہے کہ:

جنتی شخص جنت کے پرندوں میں سے ایک پرندہ کھانے کی خواہش کرے گا تو وہ اس کے ہاتھ میں پکا ہوا اور ٹکڑے کیا ہوا آگرے گا۔

کسی بھی کام کی وہ خواہش کرے گا تو وہ ہو جائے گا۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ اہل جنت میں سے ایک شخص اپنے رب سے کاشت کاری کی اجازت چاہے گا تو اللہ تعالی اس سے فرمائے گا کہ کیا تو اپنی موجودہ حالت پر خوش نہیں ہے وہ کہے گا کیوں نہیں لیکن مجھے پسند ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں آپ نے فرمایا پھر وہ بیج کاشت کرے گا اور پلک جھپکنے میں وہ اُگ آئے گا فوراسیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا تو اللہ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی۔

سب کچھ بھی مل جائے پھر بھی انسان کہتا ہے یہ نہ کروں یہ نہ ہو جائے، جو چیز اکھٹا کر چکا ہوتا ہے اس سے انجوائے نہیں کرتا، مزید خریدنے چل پڑتا ہے۔

کیا ایسا ہوتا ہے کہ آپ اس وقت گروسری کریں جب سب کچھ ختم ہو جائے؟؟

❖ آیت32

اوپر کافر کا انجام بتایا گیا اور یہاں مومن کا انجام بتایا گیا کہ اس کو آکر فرشتے پہلے سلام کرتے ہیں، فرشتے عذاب کے لیے آئیں، یا خوشخبری دینے کے لیے آئیں یا جان نکالنے کے لیے آئیں سلام کرتے ہیں۔

جنت میں جانے کے لیے بہر حال اعمال چاہیے اگرچہ وہ کافی نہیں باقی اللہ کی رحمت ہو جائے گی لیکن نیک عمل کے بغیر پھر صرف انسان خوش فہمی میں جیتا ہے۔

❖ آیت38

اللہ نے ہر چیز جوڑا جوڑا پیدا کی تو زندگی کا جوڑا موت ہے اور موت کا جوڑا زندگی۔

وَكُنتُمۡ أَمۡوَٰتٗا ہم کیا تھے مردہ

فَأَحۡيَٰكُمۡۖ ہو گئے زندہ

ثُمَّ يُمِيتُكُمۡ پھر ہوں گے مردہ

ثُمَّ يُحۡيِيكُمۡ پھر زندہ ہوں گے (البقرۃ28)

لیکن اس کے بعد کوئی موت نہیں۔

قیامت کے دن موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔

اہل جہنم اتنا روئیں گے کہ اگر وہ مر سکتے غم سے تو مر جاتے۔ اور اہل جنت بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالی نے ان کی چھوٹی موٹی اطاعت کو قبول کر لیا۔

❖ آیت40

اگر کسی کا اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالی صرف کن کہہ کر سب کچھ کر سکتا ہے تو اس طرح کی باتیں کرنا کہ اللہ تعالی کوئی ایسی چیز پیدا کر سکتا ہے جس کو وہ خود نہ اٹھا سکے؟ یہ سوال اس کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے جو اللہ کی قدر نہیں کرتا، جو اللہ کو پہچانتا نہیں، اس کی طاقت کو نہیں جانتا، اس کی معرفت نہیں رکھتا۔

❖ آیت41

یادرکھیے:

جو شخص اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کو اس سے بہتر عطا کرتا ہے چاہے کوئی کھانے کی چیز ہو، چاہے کوئی استعمال کی چیز ہو جس کو دینے میں، چھوڑنے میں اللہ کی رضا مطلوب ہو، یا اپنا گھر بار اور وطن ہو۔

کاش لوگوں کو پتہ ہوتا کہ اللہ نے ایسے لوگوں کے لیے جو اللہ کی خاطر گھر بار چھوڑ دیتے ہیں ان کے لیے کتنا بڑا اجر لکھ رکھا ہے تا کہ ان کا شوق اور بڑھ جاتا۔

❖ آیت48-50

سائے کو دیکھ کر ہم کبھی نہیں سوچتے کہ یہ سجدہ کر رہا ہے۔

یہاں سجدہ کرنے کی کیا حکمت ہے؟

کیونکہ فرشتوں نے سجدہ کیا تھا ان کا ذکر ہے تو ہمیں بھی سجدہ کرنا چاہیے۔

❖ آیت51 اگر دو کی اجازت نہیں تو تین اور پانچ اور زیادہ کی تو ہے ہی نہیں۔

❖ آیت53

سوچیں تو سہی

جو کچھ بھی آپ کو ملا، زندگی ملی، صلاحتیں ملی، ذہانت ملی، گھر بار ملا، کھانے پینے کو، پہننے اوڑھنے کو، گھومنے پھرنے کو، آل اولاد بچے، بچوں کے بچے یہ ساری نعمتیں اللہ نے دی ہیں۔

یعنی نعمتوں میں اس کو بھول جاتے ہو اور تکلیف آتی ہے تو اس کی طرف راغب ہوتے ہو۔

❖ آیت54

پھر دوسروں کو کریڈٹ دیتے ہیں کہ فلاں ڈاکٹر کی وجہ سے میں صحت یاب ہو گیا یا فلاں انسان کی مدد سے میری مشکل آسان ہو گئی۔

اللہ کا فضل ساتھ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے فضل سے فلاں نے مدد کر دی تو ایسا ہو گیا۔

بس تھوڑی سی مہلت اور ہے کر لو جو دنیا میں کرنا ہے۔

❖ آیت56

پتہ نہیں، ان کی کوئی حقیقت ہی نہیں اور ان کے نام پر نذر نیاز دی جارہی ہے۔

❖ آیت57-58

اہل عرب میں بھی کئی قبائل ایسے تھے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔

یعنی خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔

یادرکھیں:

▪ بیٹا ہو یا بیٹی یہ اللہ کی تقسیم ہے اور اللہ کی تقسیم مومن کے لیے بڑی بہتر ہوتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ بیٹی نہیں بیٹا ہی ہمیں فائدہ دے گا تو بعض اوقات بیٹی وہ کچھ دیتی ہے جو بیٹا نہیں دیتا۔ وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ

لیکن اہل عرب یہ بات سمجھتے نہیں تھے۔

آج کی جاہلیت میں بھی آپ دیکھیں کہ بیٹیوں کی پیدائش پر غمگین ہو جاتے ہیں کہ ان کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو یہ غمگین ہو جاتے ہیں یہ کس کا فعل ہے؟

یہ مشرکین مکہ کا فعل تھا مومن کو یہ زیب نہیں دیتا۔ کہ وہ بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہو وہ اللہ کا فیصلہ سمجھ کر اس کو قبول کرتا ہے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ ہمیں بیٹیوں کو برا نہیں سمجھنا چاہیے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

بیٹیوں کو برا نہ سمجھا کرو کیونکہ وہ انتہائی قیمتی اور غمخوار ہوتی ہیں۔

جتنی وہ والدین کی کیئر کرتی ہیں ساتھ دیتی ہیں بیٹے نہیں دیتے وہ اپنی دنیا میں ہوتے ہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن کے لیے تعجب ہے کہ اللہ اس کے لیے جو فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے حق میں بہتر ہی ہوتا ہے۔

اگر عورتوں کو یہ والی بات سمجھ آجائے یہ والی حدیث پلے باندھ لیں کہ جو بھی پیدا ہوا اس پر غم نہ کریں، راضی ہو جائیں۔

اور جو اللہ سے راضی ہوتا ہے اللہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟

اللہ تعالی اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

اگر ہم ہی ناراض ہیں اللہ سے تو کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے

اور اگر اللہ ناراض ہو گیا تو پھر کیا ہو گا۔

❖ آیت59

یعنی ان کی یہ باتیں انتہائی غلط ہیں۔

❖ آیت60

یعنی اللہ تعالی کو لوگوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالی کو لوگوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو مثالیں آپ لوگوں کے لیے دیتے ہیں وہ اللہ پر چسپاں کریں۔

❖ آیت61

ہر حرکت والا، جان والا کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی کے ساتھ زیادتی کر جاتا ہے۔

ظالم اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں۔ یعنی بعض لوگ ظالم نہیں ہوتے لیکن ظالموں کا ساتھ دیتے ہیں، بعض لوگ ظالموں کے بیچ میں رہتے ہیں اور ان کے ظلم کو برا نہیں کہتے تو یہ بھی درست نہیں۔

◇ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

انہوں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ بے شک ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے تو انھوں نے کہا کہ تم نے بہت بری بات کہی بے شک ایک پرندہ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے ہی مر جاتا ہے۔

یعنی صرف اپنے آپ ہی کو نہیں نقصان دیتا بلکہ دوسروں کو بھی نقصان دیتا ہے۔

ظلم کی تین قسمیں ہیں۔

- اللہ کے ساتھ ظلم اور وہ ہے شرک جو سب سے بڑا ظلم ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان 13)
- جو بندوں کا بندوں پر ظلم ہوتا ہے حقوق العباد میں کمی، اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا جب تک بندے نہیں کریں گے۔
- جو اللہ اور بندوں کے بیچ میں ہوتا ہے جیسے کوئی گناہ کا کام کر لیا، اللہ جس کو چاہے معاف کر دے۔

یہ یاد رکھیے

کہ اللہ تعالی ہر صورت میں مظلوموں کو ظالموں سے قصاص دلوائے گا۔ جو پہلے قنطرہ کی بات ہوئی وہ جگہ ایسی ہے جہاں مومن بھی ایک دوسرے سے اپنے حساب کتاب پورے کر لیں گے اور میدان حشر میں بھی لوگوں کو جوبداہی کرنی ہو گی۔ اگر کسی پر بھی ظلم کیا، اگر کسی کا بھی حق مارا۔

❖ آیت63

انسان جس کی اطاعت کرتا ہے وہ اس کا دوست کہلاتا ہے ولی کہلاتا ہے۔

❖ آیت64

یعنی اختلاف کو ختم کرنے والی بھی ہے اور ہدایت ورحمت بھی ہے۔

❖ آیت 65

بارش کی آواز بھی ہوتی ہے۔

❖ آیت 66

سبحان اللہ۔

گائے چارہ کھاتی معدے میں جاتا ہے اس سے فضلہ بھی بنتا ہے پیشاب اور گوبر بنتا ہے، دوسری طرف خون بنتا ہے، ان دو چیزوں کے بیچ میں خالص دودھ بھی پیدا ہوتا ہے، یہ اللہ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے یہ تقسیم کون کرتا ہے؟ کہ ہاضمہ کے بعد کونسی چیز کس نالی میں جانی چاہیے ورنہ اگر دودھ کی نالی میں تھوڑی سی بھی آمیزش ہو جائے کسی اور چیز کی تو دودھ پینے کے لائق نہ رہے۔

دودھ بڑی بہترین چیز ہے۔ دودھ کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے۔

✷ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

تین چیزیں لوٹائی نہ جائیں

- تکیہ
- تیل
- دودھ

تیل کے لیے عربی میں لفظ دُھن ہے دھن کہتے ہیں خوشبو کو

✷ دودھ پلانا باعث اجر ہوتا ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

جو شخص کسی کو ہدیہ میں چاندی یا سونا دے یا کسی کو مِشکیزہ دے یا کسی کو دودھ پلا دے تو یہ ایسے ہے جیسے کسی غلام کو آزاد کرنا یا اس کی آزادی کی قیمت دینا۔

کیونکہ آج کے دور میں تو غلام نہیں تو غلام آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے کیونکہ غلام آزاد کرنا اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کروانا ہے۔ تو اس کے alternate کیا ہیں؟

انسان جہاں جس چیز کی ضرورت ہو وہ چیز دے دے۔

خواب میں اگر کوئی دودھ دیکھتا ہے تو یہ فطرت کی علامت ہے۔ یعنی وہ دین پر ہے۔

✷ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے خواب میں اتنا دودھ پیا کہ میں دودھ کی سیرابی دیکھنے لگا جو میرے ناخنوں پر بہہ رہی تھی، پھر میں نے پیالہ عمر کو دے دیا۔

صحابہ نے پوچھا اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: علم

دودھ پی کر دعا بھی پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَارْزُقْنَا خَیْرًا مِنْهُ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

اے اللہ تو ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے زیادہ دے۔

❖ آیت 67

اللہ نے کیا کیا نعمتیں پیدا کی ہیں۔

روزوں میں تو یہ نعمتیں اور بھی اچھی لگ رہی ہوں گی، دودھ کا ذکر ہے اور پھلوں کا، اور انگوروں کا۔ اللہ کی خاطر پھر اپنی بھوک پیاس کنٹرول کی ہوئی ہے اللہ ہماری بہترین مہمانی کرے گا، حوض کوثر سے بھی پلائے، سلسبیل کے چشموں سے بھی پلائے اور اپنے ہاتھ سے بھی شراب طہور پلائے۔وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا

کیونکہ اس پیاس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنے رب کو راضی کرنا۔

اللہ نے اتنا پاک رزق پیدا کیا ہے اور تم اپنے لیے خراب چیزیں بناتے ہو اس سے۔

❖ آیت 68-69

یادرکھیے:

ایک پاؤنڈ شہد بنانے کے لیے شہد کی مکھی 55 ہزار میل اڑتی ہے۔ اور ہم شہد کے استعمال میں بڑی زیادتی کرتے ہیں چمچ سے لگا ہے تو اس کو چاٹنے کی بجائے ایسے ہی دھونے کے لیے ڈال دیتے ہیں یا ڈالتے ہوئے کچھ گر گیا ہے تو اس کو اٹھاتے نہیں۔

مکھی بیچاری کی جان چلی گئی محنت کر کر کے اور ہم نے اتنی بھی قدر دانی نہیں کی۔

یہاں سارا پراسس بتا دیا گیا ہے مکھی پھولوں میں سے رس نکالتی ہے، پھر اپنے چھتے تک لے کر جاتی ہے، پھر وہ چھتے میں رہنے والی مکھیوں کو دیتی ہے وہ رس، وہ اسے ایک دوسرے کو ٹرانسفر کرتی رہتی ہیں جب تک کہ رطوبت 70٪ سے 20٪ تک نہ ہو جائے اور اس طرح وہ رس ٹرانسفارم ہوتا ہوتا شہد بن جاتا ہے۔

مکھی اپنے وزن جتنا بوجھ اٹھا لیتی ہے جب کہ بڑے سے بڑا جہاز اپنے وزن کا صرف one forth اٹھا سکتا ہے۔

اور ہم اپنے وزن کا کتنا اٹھا سکتے ہیں۔ آپ سب کو پتہ ہی ہوگا یا ڈر کے مارے نہیں کیا ہوگا۔

کیا اتنا بوجھ ہم اٹھا لیتے ہیں، ہم اتنا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔ بچہ ذرا سا بڑا ہو جائے تو ہم کہتے ہیں اب نہیں اٹھایا جاتا، اس کو پرام میں ڈالو۔

ایک مکھی کتنی محنت کرتی ہے اس میں بے شمار سبق ہیں:

کتنی organized way میں کام اور کس طرح کا بہترین مشروب کہ اس میں شفا رکھ دی گئی۔

بعض کے مطابق ہر بیماری کے لیے اور بعض کے مطابق مخصوص بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ بہر حال ایک مفید ڈرنک ہے جس کو پانی میں یا دودھ میں یا دوسری غذاؤں کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مرہم بھی لگانے کے لیے ointment کی طرح بھی کام کرتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے

حجامہ لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں اور میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

تو گویا یہ ایک بہترین دوا بھی ہے۔

اس قوم میں جو غور و فکر کرتی ہے اس کے لیے بڑی نشانی ہے۔

آپ دیکھیں کہ

اللہ تعالی مکھی کو کہتے ہیں اب یہ کرو اب یہ کرو، وہ سب کچھ کرتی ہے، وہ کس کے لیے کرتی ہے بتایئے ذرا۔ وہ خود تو نہیں کھاتی اس کو۔

وہ ہمارے لیے تیار کرتی ہے اس کو، فری ورکرز ہیں اگر آپ نیچرل شہد لیں اس میں آپ کا کچھ بھی نہیں جاتا وہ کہیں سے آتی ہیں بنا کہ چلی جاتی ہیں۔ اور آپ اتار کر مزے کرتے ہیں کس نے یہ نعمت بخشی۔ اللہ رب العزت نے۔

کیا ہم بھی اللہ کے اتنے ہی فرمانبردار ہیں؟ اللہ کی اطاعت میں اتنے ہی دوڑے پھر رہے ہیں۔

- مکھی کی مثال طالب علم کی طرح ہے۔ طالب علم بھی علم کے لیے سفر کرتا ہے، بھاگا دوڑا پھرتا ہے اور پھر جگہ جگہ سے علم حاصل کرتا ہے اور پھر اس کو آگے پہنچاتا ہے اور پھر اسے دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو پاکیزہ چیز کھاتی ہے پاکیزہ رس خارج کرتی ہے اور جس پھول پتی پر بیٹھتی ہے نہ وہ ٹوٹتا ہے نہ وہ خراب ہوتا ہے۔

سبحان اللہ، یہ طریقہ سکھا دیا گیا کہ مومن کو دنیا میں مستقل چیزوں کو کس طرح ہینڈل کرنا ہے کس طرح استعمال کرنا ہے۔

ہم کس طرح ریسورس کو استعمال کر رہے ہیں؟

❖ آیت 70

جب موت آتی ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا چاہے تم بالکل صحت مند ہو فرشتہ آئے گا روح لیکر چلا جائے گا۔

بڑھاپے میں اگر اور کوئی تکلیف نہ بھی ہو تو جو بھولنے والی بیماری لگ جاتی ہے سارا علم دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ انسان کی ڈگریاں دیوار پر سجائی ہوئی ہوتی ہیں اور انسان اسی کے نیچے bed ridden ہوتا ہے اور اس نہیں پتہ ہوتا ہے کہ سامنے والا کون ہے۔

شاید آپ کی زندگی میں بھی ایسے لوگوں سے انٹرکشن ہوا ہو جو بہت علم والے ہوں لیکن آخری عمر میں پہنچ کر ان کو اپنے بچوں کی بھی پہچان نہیں رہی رحم آتا ہے، اگر والدین میں سے بھی کوئی اس حال میں ہو تو

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا پڑھیں

ایسے مریضوں کے لئے بس اللہ تعالی سے رحم مانگنا چاہیے ہیں کیونکہ اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا دعا پڑھیں ان کے لیے، رحمت کی دعا کریں کہ جو چیز ان کے حق میں بہتر ہے وہ ہو۔

❖ آیت 71

یہ اللہ کی تقسیم ہے کوئی ہم سے اوپر ہے کوئی نیچے ہے تو اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیے جلنا کڑھنا نہیں چاہیے بہن بھائیوں میں بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے بعض اوقات پھر اس بناء پر آپس کے تعلقات میں بڑی کشید گی پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے کچھ اختیارات مخلوق کو دے دیے ہیں۔

❖ آیت 72

یہاں بیویوں کی قدر بھی بتائی گی کہ ان سے تمہیں یہ نعمتیں ملیں بعض اوقات لوگ کیا کرتے ہیں کہ بیوی کو توجوتے کی نوک پر رکھتے ہیں جب چاہا ٹھکرادیا، جب چاہا ذلیل کر دیا، جب چاہاڈانٹ ڈپٹ کر دیا اور اپنے بچوں سے بڑا پیار ہوتا ہے اور پھر اگر ان کے بچے ہو جائیں تو ان سے تو اور بھی زیادہ پیار ہو جاتا ہے لیکن جو سبب بنی ہے اس کی کوئی عزت نہیں کس قدر ظلم کی بات ہے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ اللہ تعالی نے تمہیں بیٹے اور پوتے دیے۔ کیا فرمایا:

وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَٰجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ ۚ أَفَبِٱلْبَٰطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ ٱللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ

❖ آیت 76

یعنی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کے پاس جاتے ہو ان سے تمہیں کسی خیر کی توقع نہیں ہونی چاہیے ساری خیر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

❖ آیت 77

Blink of an eye

اللہ تعالی کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آنکھ جھپکانے میں بھی وقت لگتا ہے۔

❖ آیت 78

پھر ماں کا ذکر ہے یہاں اور کس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے جو اس کی زندگی اور موت کا سوال بن جاتا ہے تو ماں کی قدر کرنی چاہیے۔ ماں کی اس تکلیف کو ہی انسان یاد کرلے تو اس کی کوئی بات بری نہ لگے۔

ورنہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ماں باپ سے ہی ناراض رہتے ہیں، ایسے کیوں کہہ دیتے ہیں، یہ نصیحت کیوں کر دی، اس چیز سے کیوں روک دیا، نہیں۔ ان کے ہم پر احسانات ہیں۔

آج ہم جو دنیا انجوائے کر رہے ہیں اور نیک کام کر کے اللہ جنت دے اور ہمیشہ کے لیے انجوائے کریں تو ذریعہ کون بنا تھا دنیا میں لانے کا۔ بعض تو ناخلف ایسے ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ کیوں لائے تھے انتہا درجے کی ناشکری کا کلمہ ہے۔

آنکھوں سے دیکھو نعمت کو شکر ادا کرو، سبحان اللہ کہو الحمدللہ کہو، کانوں سے سنو۔

یہ دونوں دل کے دروازے ہیں جو بھی چیز ان دو ذرائع سے دل پر اثر کرتی ہے اس پر سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کرو۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی چیز ہمیں attract کرتی ہے اچھی لگتی ہے، تو ہم اسی کی تعریف میں پڑ جاتے ہیں۔

کوئی پھول اچھا لگے، کوئی انسان اچھا لگے، کوئی کھانا چھا لگے بس صرف اس کی تعریف کرتے ہیں اللہ کا شکر ادا کرنا بھول جاتے ہیں، بسم اللہ پڑھنا بھول جاتے ہیں، اللہ کا شکر ایک تو الحمدللہ کہہ کر ہوتا ہے اللہ کو یاد کر کے ہوتا ہے، اللہ کی بڑائی بیان کر کے ہوتا ہے، اور ایک اللہ کا نام لیکر ہوتا ہے اس جگہ پر، اگر کھانے پر آپ بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ کہہ دیتے ہیں تو شکر ادا ہو جاتا ہے، اللہ اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے جو پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہے اور الحمدللہ کہتا ہے لیکن کتنی دفعہ بے خیالی میں ہم پکڑتے ہیں بائیں ہاتھ سے اور کھڑے ہو کر پی کر چل دیں، سنتوں کی بھی مخالفت کی، اللہ کو بھی ناراض کیا اور نہ کوئی بسم اللہ نہ کوئی الحمدللہ۔

نعمتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ بندہ رب کا شکر گزار ہو کیونکہ اللہ شکر گزار بندوں سے محبت کرتا ہے۔

اور رمضان کا ایک مقصد وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

بھی ہے۔اب جب نعمتوں پر پابندی لگی ہے تھوڑی سی تو پھر شام کو اِفطار کے وقت پیں گے تو خود بخود الحمدللہ نکلے گا پھر یاد آجاتا ہے۔

جب نعمتوں کی کثرت ہو جاتی ہے تو غافل ہو جاتے ہیں۔

❖ آیت79

پھر پرندوں کی بات کی گئی، پرندوں پر غور و فکر کرو۔

✷ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو چھوڑا لیکن آپ کی زندگی میں جب کوئی پرندہ فضا میں اپنے پر پھڑ پھڑاتا آپ اس سے ہمارے لیے کوئی علم کی بات نکال لیتے تھے۔

اڑتے پرندے سے بھی ہمیں کچھ سکھاتے تھے تو یہ ہوتی ہے عبرت کی نگاہ، یہ ہوتی ہے شکر گزاری، یہ ہوتا ہے غور و فکر جس کی ہمیں تلقین کی گئی ہے۔

جانوروں کی طرح نہیں رہنا دنیا میں کہ آنکھیں کان بند کر کے رکھیں اور صرف خواہشات کی تکمیل پر ہی نظر ہو اور خود غرضی کی زندگی بسر کریں، نعمتوں کو appreciate کرتے جائیں، احسانات کو مانیں، جو اللہ کی طرف سے ہیں ان کو بھی مانیں اور جو بندوں کی طرف سے ہیں ان کو بھی۔ بندوں کی بھی قدردانی کریں۔

ان پرندوں اور ان جانوروں کی جو خاص طور پر ہمارے لیے کام کرتے ہیں جیسے شہد کی مکھی۔ لیکن مکھی دیکھتے ہی ہمارا حال کیا ہوتا ہے، الحمدللہ کہنا بھول جاتے ہیں اور دور سے ہی ڈرنے لگتے ہیں کہ ہمیں کاٹے گی۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو چیزیں فائدہ دیتی ہیں وہ کبھی کبھی کاٹ بھی لیتی ہیں، پھر بھی انسان کو شکر گزار ہونا چاہیے۔

اس سے شکر کیسے ادا کریں اگر اس نے کاٹا ہے تو کوئی بات نہیں شہد بھی تو یہی دیتی ہے لیکن ہم تکلیف زیادہ یاد رکھتے ہیں اور دوسرے کی مہربانی کو کم یاد رکھتے ہیں۔

❖ آیت80-81

گھروں کی نعمتیں۔انسان چاہے 7star hotel میں رہ کر آئے جو سکون اپنی جھونپڑی میں ملتا ہے وہ کہیں نہیں ملتا۔

چوپایوں کے کھالوں سے بنے گھر (خیمے) اہل اعراب کے یہ گھر ہوتے تھے۔

جانوروں سے بے شمار فائدے ہیں۔

سایے بھی ایک نعمت ہے۔

نعمتیں تو استعمال کرنی ہی ہیں، استعمال کرنا ان کو appreciate کرنا ہے، ضائع کرنا ان کو appreciate کرنا نہیں ہے۔ لیکن ساتھ شعوری طور پر بھی اس کے بندے بن جاؤ۔

❖ آیت 86

ہم نے تمہیں اپنی عبادت کے لیے کب کہا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جو غیر اللہ کو پوجنا ہے یہ بھی اصل میں اپنی ہی خواہشات کی پوجا ہے کہ جو چیز attract کرے، جو چیز مزین ہو اس کے پیچھے لگ جائے انسان۔

دنیا میں جو بہت سے الہوں کا تصور ہے وہ کس وجہ سے بنا؟

- یا تو انسان ان سے ڈرا
- یا تو انسان نے ان سے کوئی فائدہ حاصل کیا
- یا ان سے اس کی کوئی خواہش پوری ہوئی تو وہ ان ہی کے آگے بچھ گیا۔

جب کہ ان سب کو بھی بنایا تھا رب نے اور وہ رب کو بھول گیا۔ یہی دراصل بہت بڑی ناشکری ہے۔

❖ آیت 89

تو قیامت کے دن نبی ﷺ گواہی دیں گے پچھلے تمام انبیاء کی کہ انہوں نے اپنی امتوں کو پیغام پہنچایا۔

آپ ﷺ کو کیسے پتہ چلا؟

وحی کے ذریعہ

کیونکہ گواہی علم کی بناء پر دی جاتی ہے۔

❖ آیت 90-91

قرآن مجید کی اس آیت کو سب سے جامع آیت قرار دیا گیا ہے اس میں تین کام کرنے حکم ہے اور تین کام نہ کرنے کا۔

سب سے پہلے عدل کا حکم ہے

عدل سے مراد۔۔۔ فرائض ادا کرنا ہے یا عدل سے مراد اعتدال کی زندگی بسر کرنا ہے۔

احسان سے مراد۔۔۔ مُستحبّات کو ادا کرنا ہے، حق سے زیادہ دینا ہے، خاص طور پر رشتہ داروں سے احسان کا حکم دیا گیا۔

کیونکہ انسان برابری کا معاملہ کرنا چاہتا ہے جیسا کریں گے ویسا ہی بھریں گے لیکن کرنا کیا چاہیے؟

وہ نہ بھی کریں تو بھی آپ کریں، وہ کم کریں تو آپ زیادہ کریں، وہ بھول جائیں تو آپ یاد رکھیں ان کو، وہ میسج نہ کریں رمضان مبارک کا تو آپ کر دیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنی رشتہ داریوں کو تازہ (گیلا) رکھو خواہ سلام کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

تو رشتہ داروں کو سلام دعا کرتے رہیں اصل میں جب بہت عرصے تک نہیں کرتے تو اور شرم آتی ہے کہیں گے یاد آ گئے ہم، وہ کہتے بھی ہیں اصل میں، پھر ہم اس بات کو نہیں سن پاتے کہ ہائے یہ کہیں گے اس لیے اب بھی نہ کرو۔

اور اس طرح دوریاں ہوتی چلی جاتی ہیں عرصہ گزرتا ہی چلا جاتا ہے تو اس دفعہ ہمت کر لیں کیونکہ اللہ کی معرفت بندے کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ لوگوں کی باتیں سن لے وہ لوگوں کی باتیں سننے کے قابل ہو جاتا ہے۔

کیوں؟

اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا رب جانتا ہے کہ میں کیا ہوں؟ اور کیوں کر رہا ہوں؟

اگر لوگ نہیں سمجھ رہے تو کیا ہوا، تو یہ پہچان اور یہ معرفت جو ہوتی ہے وہ بندے کو بہت مضبوط کر دیتی ہے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہیں ہوتا۔

کیونکہ بہت ساری چیزیں لوگوں کی غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں opinion ہوتے ہیں جس سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ تو so what , who cares کرتے رہیں

آپ اپنی طرف سے وہ کریں جو آپ کو کرنا چاہیے۔ کسی کی ایسی بات کی وجہ سے نیکی کا کام چھوڑ نہیں دینا چاہیے کیونکہ صلہ رحمی سے عمر میں بھی اضافہ ہوتا ہے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ دو چیزیں زیادہ چاہیے تو لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کریں احسان کا معاملہ کریں۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت جو کی تھی وہ کیا تھی: (اپنے بیماری کے آخری ایام میں) کہا

ارحامکم ، ارحامکم، تمہارے رشتے دار تمہارے رشتے۔

یعنی رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔ بعض اوقات ہم انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ان کی طرف سے پہل ہو، نہیں ہمیں فکر ہونی چاہیے کہ پہلے میں ریس میں آگے نکل جاؤں، جیسے دوڑ رہے ہوتے ہیں تو اس وقت آپ کتنی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں، میں نے آگے نکلنا ہے میں نے جیتنا ہے۔

نیکیوں میں بھی فاستبقو الخیرات میں بھی اس بات کا انتظار نہ کریں کوئی کرے گا تو میں بھی کر لوں گا، return کر دوں گا جواب۔

نہیں پہل کرنے کی سوچیں، جلدی کریں۔

تین چیزیں کرنے کی ہیں آپ دیکھیں کتنے سارے کام ہو سکتے تھے کرنے کے لیکن دو جامع باتیں کر کے، رشتے داروں کو دینے کی بات کر دی۔

اور کیا نہیں کرنا؟

فحش باتیں، فحش کلام اور منکر۔

گناہ کے کام، بغی، ظلم، سرکشی۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ تو وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلْقُرْبَىٰ کے مقابلے میں سرکشی، کہ حقدار کو بھی اس کا حق نہ دیا جائے۔

اور اگر تم نے اللہ سے کوئی عہد کیا ہو تو اس کو پورا کرو

اور اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد مت توڑو، یعنی اپنی منتیں، نذریں پوری کرو۔

❖ **آیت 92**

بعض لوگ کام کر لیتے ہیں لیکن غصہ میں آتے ہیں وہیں اٹھا کر پھینک دیتے ہیں

توڑ دیتے ہیں، جلا دیتے ہیں، پھاڑ دیتے ہیں، پھینک دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کو کھانا پسند نہیں آتا تو اس کو بن میں ڈال دیتے ہیں، غصہ کے عجیب عجیب اظہار کرتے ہیں سن کر انسان حیران ہوتا ہے کہ وہ انسان ہیں یہ جانور ہیں کیونکہ جانور بھی ایسا نہیں کرتے۔

❖ **آیت 94** یعنی جھوٹی قسم کھا کر ناجائز benefit نہ حاصل کرو۔

❖ **آیت 96** سبحان اللہ، دنیا میں جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس آپ اپنے ہاتھوں سے بھیج رہے ہیں وہ وہاں جمع رہے گا۔

❖ **آیت 97**

جو بھی اچھے عمل کرے گا چاہے مرد ہو یا عورت no gender discrimination بشرط کہ وہ مومن ہو، ایمان شرط ہے ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ دنیا میں بھی اچھی زندگی کا وعدہ ہے۔

یعنی یہ نہیں کہ اللہ کے راستے پر چلتے ہیں تو دنیا ختم ہی ہو جاتی ہے۔

جو شخص صرف دنیا طلب کرتا ہے تو بعض اوقات دنیا بھی نہیں اس کو ملتی اور آخرت تو ہے نہیں اس کی۔

لیکن جو آخرت طلب کرتا ہے اللہ اس کو وہ بھی دیتا ہے اور دنیا بھی دے دیتا ہے۔

تو عقلمند کون ہے؟ جو آخرت طلب کرے آخرت کو priority بنائے.

❖ **آیت 98**

یعنی اعوذ باللہ پڑھ کر شروع کیا کریں تاکہ شیطان قاری پر قرآت کو مشتبہ نہ کر دے، خلط ملط نہ کر دے، اسے تدبر اور تفکر سے نہ روک دے۔ اسی طرح نماز میں بھی وہ آکے وسوسے ڈالتا ہے۔

❖ **آیت 99** تو اخلاص کے بعد توکل ایسی چیز ہے جو شیطان کے پھندے سے بچاتی ہے انسان کو۔ تو شیطان کا زور ایسے لوگوں پر نہیں چلتا۔

❖ **آیت 106** یعنی بہت تکلیف میں گھر جائے اور زبان سے وہ بات نکال دے جس پر اس کا دل راضی نہ ہو تو اس کی معافی ہے۔

مگر جس نے برضا و رغبت کفر قبول کیا ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور بڑا عذاب ہے۔

❖ آیت107

تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی خاطر اپنا دین قربان کر دیا، دین چھوڑ دیا، خواہ مرتد ہو گئے یا دین پر عمل چھوڑ دیا یا اپنے فرائض ادا کرنا چھوڑ دیے۔

یاد رکھیے:

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا گھاٹے کا موجب ہے، آخرت میں محرومی کا سبب ہے۔

تو دنیا کی نیت انسان کے عمل کو بھی حقیر کر دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور صرف ایک رسی حاصل کرنے کی نیت کرے (کہ میں وہاں جاتا ہوں غنیمت سے کچھ مل جائے گا) تو اس کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

یعنی دین کا کام کر کے پھر دنیا کے حقیر چھوٹے چھوٹے فائدوں کی توقع رکھنا اور اس کا انتظار کرنا یہ سراسر خسارے کی بات ہے۔

❖ آیت108

یہ کیا چیز ہوتی ہے؟

یہ دنیا کی محبت ہوتی ہے جو انسان کو اندھا کر دیتی ہے اور انسان اپنے آخرت کے فائدے کو بھول جاتا ہے۔

یعنی شیطان کا وار کیا ہوتا ہے؟

نیکی کے کام سے انسان کو پیچھے ہٹاتا ہے، اسے غافل کرتا ہے، پھر اسے دنیا کا کوئی کام سجھاتا ہے، پھر اس میں اس کی رغبت دلاتا ہے، پھر اس میں اس کو فائدے بتاتا ہے، پھر انسان اس میں اتنا پڑ جاتا ہے کہ دین سے کوسوں دور نکل جاتا ہے اور اس طرح انسان دنیا کو ہی اپنا محور اور مقصد بنالیتا ہے تو ایسے لوگوں کو اللہ کی بات سمجھ نہیں آتی۔

نہ کلام الٰہی سن سکتے ہیں۔

نہ آیات پر غور کرسکتے ہیں۔

❖ **آیت110** یعنی قربانیوں کو قبول کرتا ہے۔

❖ **آیت111** جس دن ہر شخص اپنی بابت جھگڑا ہی کرتا ہوا آئے گا، ہر شخص اپنا دفاع کرتا ہو گا، میں نے یہ غلطی نہیں کی میں نے یہ کیوں کی؟ مجھے کس نے بہکایا، ہر کوئی اپنی طرف سے حجتیں پیش کر رہا ہو گا، اپنے اندر اتنا مشغول ہو گا کہ سب بھول جائیں گے۔

❖ **آیت112** اس میں مکہ کی بستی کی طرف اشارہ ہے۔

❖ **آیت114** سبحان اللہ، حلال کھانا بھی عبادت ہے۔

کھاؤ لیکن شکر ادا کرو۔

❖ آیت116

حلال اور حرام کہنے کا اختیار آپ کو نہیں دیا گیا یہ اتھارٹی صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

❖ آیت120-123

ابراہیم علیہ السلام کی تعریف بیان ہو رہی ہے اور وہ ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔

وہ اپنی ذات میں ایک امت تھے یعنی پوری امت جتنا کام کر دیا انہوں نے خواہ ان کے ماننے والے بہت زیادہ نہیں تھے اس وقت۔۔

قانتا: دوام اطاعت۔

شکر گزار کو اللہ تعالی دنیا میں بھی فائدہ دیتا ہے۔

تو نبی ﷺ کو بھی کیا حکم ہے؟

کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کریں۔

❖ آیت125

یہ دعوی کا طریقہ کار بتایا گیا ہے کہ ہر وقت دعوی نہیں ہوتا۔

حکمت ہوتی ہے: موقع کی مناسبت سے بات کرنا۔

عمدہ نصیحت: جو دوسرے کے دل میں اتر جائے۔

کبھی دلیل دینے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے وہ بھی خوبصورت ہو۔

❖ آیت126

یاد رکھیے:

برائی کے بدلہ پر صبر کرنا مسنون فعل ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم صبر کریں گے اور بدلہ نہیں لیں گے۔

صبر اللہ سے مانگنا چاہیے کیونکہ اللہ ہی دیتا ہے۔

❖ آیت128

یاد رکھیے:

اللہ کا ساتھ پانے کے لیے تقوی اور احسان کی روش اختیار کریں۔

جیسا کہ آج قرآن کا ذکر ہوا تو اس پر شکر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو صحیح طور پر پڑھنے کے لیے۔ تو ان شاءاللہ قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنے کے لیے مختلف کورسز کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

پارہ 14 میں سے اہم نِکات

1. اخلاص کے ذریعے انسان شیطان کی چالوں سے بچ جاتا ہے۔
2. مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو پاکیزہ رس لیتی ہے۔
3. تکبر تمام برائیوں کی جڑ ہے۔
4. اللہ سبحانہ وتعالی کی پہچان انسان کو اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ بہت سی مشکلات سہہ جاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے، میرے رب کو سب پتہ ہے۔
5. اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لیے، اس کا ساتھ پانے کے لیے احسان اور تقوی کی روش، صبر کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔
6. دنیا کی طرف زیادہ جھکاؤ انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ
(کراچی ریجن)